قرآنِ کریم میں مذکورہ انبیاء کرامؑ کے واقعاتِ سراغ رسانی

Investigative Incidences Of The Prophets Narrated In Quran

ناصر مجید ملک (ونگ کمانڈر، پاکستان ایئر فورس)

عزیز الرحمن سیفی (شعبہ عربی، جامعہ کراچی)

حافظ منیر احمد خان (ڈین، کلیہ معارف اسلامیہ، سندھ یونیورسٹی، جامشورو)

عبید احمد خان (چیئرمین، شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی)

ABSTRACT

Intelligence system is considered to be one of the important tools used by military and civil secret agencies to defend and strengthen a nation. Intelligence system is thought to be one of the oldest studies of known history. Intelligence system consists of correct and accurate information, gathered after great struggle and facing difficulties. This department is related to both peace and war. Intelligence is a basis of formulating all military strategies and plans. The importance of Intelligence system both in day to day life and as a nation cannot be overemphasized. This article narrates the history of espionage, which is as old as the history of mankind itself. Five thousand years ago, the Egyptians has a well-organized secret service. In the ancient western country, it was called as ;hakim', in Spain (Undles) as 'Sahib al Madina', in Tunis as 'Ray' and in Iran the as "Areef". Nowadays it is known as 'Muqadama-Tul-Haaraat', Salaf-Us-Saliheen calls its "Shurtaa" and some calls it as 'Sahib al-us-us' as they use to move throughout the night to look for anti-state elements. The first ever victim of intelligence warfare was Hazrat Adam (A) where Satan revolt against him. Similarly, the incident of Hazrat Yousaf (A) is the indication of old age practice of espionage. Due to jealousy, his brothers sold him as slave and told their father that he has been eaten alive by a wolf. Hazrat Musa (A) had his network of espionage. Even birds had been used for spying, like in the case of Hazrat Suleman (A) where he was informed by the hopp bird about the Queen of Saba. The study of the Bible reveals that instead of Hazrat Eessa (A), Yehuda Skruti was crucified but still nobody knows for sure that whether he was a true follower of the Jesus or was an implanted agent of the Romans Intelligence Agency. Anyhow, Bible declared him as a Roman spy. The ongoing tribal wars in ancient Arabs further emphasized this activity. The rest of the world had already well developed intelligence system. But in Arab, it was in its development phase and it was the Holy Prophet (PBUH) who got it from his ancestors and developed it. In addition to the intelligence systems of the early prophets, the relevant events in the realm of Nijashi of Habsha and Alexander the Great, have been narrated in this article.

Keywords: Intelligence System in Islam, Qur'anic mode of Intelligence, Arab Intelligence system.

جاسوسی کا علم خفیہ علوم میں سے ہے۔ جاسوسی درست اور مصدقہ معلومات کا نام ہے جن کا حصول عمومی طور پر سخت جدوجہد اور کوشش کے بغیر ناممکن ہے۔ سراغ رسانی کو عربی میں استخبارات کہا جاتا ہے، جبکہ یہ انگریزی لفظ انٹیلی جنس کا مترادف ہے۔ ہر مملکت کو اندرونی امن یا بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لئے قبل از وقت آگاہی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ استخبارات انسانی تاریخ کا قدیم ترین پیشہ ہے، تہذیب انسانی کے ہر دور میں اس کا استعمال ہوتا رہا۔ کبھی اسے دشمن سے بچاؤ کی خاطر استعمال کیا جاتا رہا اور کبھی دوسروں کو شکست دینے اور ان کا مال واملاک غصب کرنے کے لئے بروئے کار لایا جاتا رہا۔ انسانی سوچ و فکر کو متاثر کرنے اور اس کے اعمال اور افعال کو مطلوبہ رُخ دینا بھی استخباراتی حربوں میں شامل رہا ہے۔ استخبارات کے ذریعے دشمنوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا کام بھی لیا جاتا رہا۔ لیکن اس تمام تفسیر و تفصیل کے باوجود استخبارات کو سمجھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ماہرینِ آثار قدیمہ نے شام میں کھدائی کے دوران ایسی تختیاں برآمد کی ہیں جو اٹھارویں صدی قبل مسیح کی ہیں۔ ان کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شہری حکومت کا حکمران اپنے کسی دوسرے ہم منصب سے اس بات پر شاکی ہے کہ اس نے تو اپنے ہمعصر حکمران کے جاسوسوں کو تاوان کی ادائیگی کے وعدے پر رہا کر دیا ہے۔ لیکن دوسرے نے ابھی تک تاوان ادا نہیں کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جاسوسوں کا استعمال زمانہ قدیم سے جاری ہے اور حکومتیں اپنے مقاصد کے لئے ان کو اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کیا کرتی تھیں۔ اس سے سراغ رسانی کی بطور پیشہ قدامت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ (1)

سراغ رسانی کا قدیم نام

ملک مغرب قدیم میں اس کو "حاکم" اندلس میں "صاحب المدینہ"، تیونس، رے اور ایران میں گشتی پولیس کو "عریف" کہا جاتا تھا۔ آج کل اس کو "مقدمتہ الحارات" کہا جاتا ہے۔ سلف صالحین اس کو "شرطہ" کہتے ہیں اور بعض اسے "صاحب العسعس" کہا کرتے تھے یعنی جرائم پیشہ لوگوں کو تلاش کرنے کے لئے یہ رات میں گشت کیا کرتے تھے۔ جاسوسی بحیثیت فن اسلام سے پہلے بھی مختلف اقوام و ملل میں رائج رہا ہے۔ ذیل میں ابتداء تاریخ سے سراغ رسانی کی قدامت کا ثبوت پیش کرنے کی سعی کی جائے گی۔

عہدِ آدمؑ

کہا جاتا ہے کہ استخباراتی جنگ کا سب سے پہلا شکار انسانیت کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ اماں حوا علیہا السلام تھیں۔ شیطان نے اپنی باغیانہ روش کے تحت رحمان کے خلاف جو پہلی مہم جوئی کی وہ رحمان کی محبوب تخلیق انسان کو ذہنی پراگندگی میں مبتلا کر کے کی۔ قرآن مجید میں اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ اب العالمین فرماتے ہیں:

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلاَّ أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ۔ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِيْنَ۔ فَدَلاَّهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَآنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ قَالاَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ قَالَ اهْبِطُواْ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِيْ الأَرْضِ

مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ- قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ[2]

"پھر شیطان نے اُن کو بہکایا تاکہ اُن کی شرمگاہیں ایک دوسرے سے چھُپائی گئی تھیں، اُن کے سامنے کھول دے۔ اس نے ان سے کہا تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔ اور اس نے اُن سے قسم کھا کر کہا کہ وہ ان کا سچا خیر خواہ ہے۔ اس طرح دھوکہ دے کر وہ اُن کو رفتہ رفتہ اپنی ڈھب پر لے آیا۔ آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھ لیا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ تب اُن کے رب نے انہیں پُکارا، کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہ روکا تھا۔ اور نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ دونوں بول اُٹھے اے رب! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا، اب اگر تم نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔ فرمایا اُتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے ایک خاص مدت تک زمین میں ہی جائے قرار ہے اور سامانِ زیست ہے۔ اور فرمایا! وہیں تم کو جینا اور وہیں تم کو مرنا ہے اور اس میں سے تم کو آخر کار نکالا جائے گا۔"

اگر اسی واقعہ کو بائبل میں مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا تو جنت میں داخلہ ممنوع تھا لہٰذا اس نے اپنے سہولت کار سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں داخل ہوا۔ دھوکا دہی اور غلط بیانی سے باوا آدم اور بی بی حوا کو ورغلانے میں کامیاب ہوا۔[3] ایک اور واقعہ حضرت آدمؑ کا اسرائیلیات میں مذکور ہے کہ حضرت آدمؑ نے قبل از مرگ اپنے صاحبزادے حضرت شیثؑ کو بلایا اور ان سے خداوند تعالیٰ کی اطاعت کا وعدہ لیا۔ دن اور رات کے اوقاتِ بندگی انہیں بتلائے اور عبادت میں دوام کا وعدہ لیا۔ عبادت رب کی اہمیت اور اس سے روگردانی کے نقصانات سمجھائے۔ پھر ایک کتاب وصیت تیار کروائی۔ چنانچہ الجوزی فرماتے ہیں:

"حضرت آدم علیہ السلام گیارہ دن بیمار رہے۔ بیماری کے دوران کتاب وصیت حضرت شیث علیہ السلام کو تفویض فرمائی اور تاکیداً کہا اس کتاب کو قابیل سے مخفی رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام نے بمطابق وصیت کی۔ اس کتاب کو نہ صرف یہ کہ قابیل سے مخفی رکھا بلکہ اس کے ساتھ اس بات کا کہیں تذکرہ تک نہ کیا۔ شیث علیہ السلام خود اور ان کی اولاد اس کتاب وصیت سے مستفید ہوتے رہے جبکہ قابیل اور اس کی اولاد اس سعادت سے محروم رہے۔"[4]

مندرجہ بالا واقعہ سے ذیل کے نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ دشمن ہمیشہ نقصان پہنچانے کیلئے ایک ہمدرد، ناصح اور خیر خواہ کا روپ دھار کے آتا ہے، جیسا کہ شیطان نے حضرت آدمؑ کیلئے کیا۔ اس لئے فی زمانہ ہمیں ضرورت سے زیادہ ہمدرد، خیر خواہ اور ناصح کے رویئے کے بارے میں ایک بار ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنے کی لازمی ضرورت ہے۔ تاکہ آستین کے سانپوں سے نقصان پہنچنے سے پہلے خبردار ہو کر اس کی چالوں کا تدارد کر سکیں۔

۲۔ دشمن اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے آسان ہدف کی تلاش میں رہتا ہے جس کو وہ باآسانی استعمال کر کے اپنے مقصد کو پا سکے، جیسا کہ شیطان نے پہلے آدمؑ کو بہکانے کی کوشش کی، ان سے مایوس ہو کر حواءؑ کی طرف مائل ہوا جو بوجہ فطری کمزوریوں کے اس

کی مسلسل چکنی چپڑی باتوں میں آ گئیں۔اس لئے کبھی بھی دشمن کی رسائی اپنے آسان ہدف تک نہ ہونے دیں۔

۳۔ دشمن اپنے ایجنٹوں کے توسط سے ہمارے اندر نفوذ کرنے کیلئے ہر ممکنہ اقدامات کرے گا تا کہ اس کی رسائی ہم تک ممکن ہو اور اس کو اپنے ہتھکنڈے آزمانے کا بھرپور موقع مل سکے، جیسا کہ شیطان اپنے ایجنٹ سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں داخل ہوا۔ یہ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ دشمن کے داخلے کے تمام راستوں کی مکمل اور ناقابل تسخیر نگرانی کی جائے۔

۴۔ غلطی کے مرتکب ہونے کے بعد شیطان کی طرح ہٹ دھرم ہونے کے بجائے حضرت آدمؑ و حواءؑ کی طرح تائب ہو کر اس کی اصلاح کی جائے۔ایک جاسوس کو اپنی غلطی چھپانے کے بجائے اس سے پہنچنے والے نقصان کا ازالہ اپنا احتساب کر کے کرنا چاہئے۔

۵۔ اپنے بعد مناسب لوگوں کی تربیت اور رہنمائی کرنا تا کہ وہ بعد میں کارآمد بن سکیں اور خلا پیدا نہ ہونے پائے جیسا کہ حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے شیثؑ کی تربیت فرمائی۔ نیز اپنے راز غیر متعلقہ اشخاص پر ظاہر نہیں کرنے چاہئے تا کہ وہ کسی بھی موقع پر آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے۔جیسا کہ حضرت آدمؑ کی ہدایت کے مطابق شیثؑ نے قابیل سے وصیت کو مخفی رکھا۔[5]

عہدِ یعقوبی

قرآن کے ایک اور واقعہ سے بھی جاسوسی کی قدامت کا علم ہوتا ہے۔وہ واقعہ یہ ہے کہ برادران یوسفؑ نے حسد کا شکار ہو کر یوسفؑ کو فرخت کر دیا اور اپنے والد یعقوبؑ کو بتایا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔خدا کا کرنا یہ ہوا کہ یوسفؑ بادشاہِ مصر کے مصاحب خاص اور وزیر خزانہ مقرر ہو گئے، کچھ عرصہ بعد قحط پڑا تو ارد گرد کے ممالک سے لوگ غلہ کی امداد لینے مصر آئے۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں بالخصوص اپنے سگے چھوٹے بھائی بنیامین کو پہچان کر ایک حیلہ کے ذریعے روک لیا۔دیگر برادران حضرت یوسفؑ کو نہ پہچان سکے۔جب وہ بنیامین کے بغیر حضرت یعقوبؑ کے پاس واپس پہنچے تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا:

یبنی اذھبوافتحسسوا من یوسف وأخیہ ولا تایئسوا من روح االلہ[6]

"اے میرے بیٹو! ایک دفعہ پھر (مصر) جاؤ، یوسف اور ان کے بھائی بنیامین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔"

مندرجہ بالا واقعہ سے ذیل کے نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

ا۔ یہاں "تحسسوا" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔یعنی اپنی حس کا استعمال کرتے ہوئے، جس طرح جاسوس اپنے کو نمایاں کئے بغیر صحیح معلومات حاصل کرتا ہے۔اسی طرح تم بھی صحیح معلومات حاصل کر کے دونوں بھائیوں کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کر کے اپنے خلوص کا عملی اظہار کرو، کوشش کرنا تمہارا کام ہے، کامیابی دلانا اللہ کا کام ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جاسوس کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ اپنی جانب سے پوری کوشش کرے اور اللہ سے کامیابی کی امید رکھے تو وہ یقیناً اپنے ہدف کو حاصل کر لے گا۔

۲۔ برادران یوسفؑ نے معلومات کے ذریعے اندازہ لگا لیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت یوسفؑ سے سوال کرتے ہوئے

برادران جواباً سوال کر بیٹھے، کیا آپ ہی یوسفؑ ہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی جاسوسی کے ذریعے دونوں بھائیوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے تھے۔ صرف شک تھا وہ بھی سوال کے ذریعہ دور کر لیا۔

۳۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اپنے کام میں مخلص ہونا چاہیے۔

۴۔ چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ جاسوس کو ایک راستہ بند ہونے کی صورت میں دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہیے، مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ مایوسی مسلمان کی نہیں بلکہ کافر کی صفت ہے۔

۵۔ جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے کہ جاسوسی حواس خمسہ سے کی جاتی ہے۔ یہاں اس سے معلوم ہوتا ہے، جاسوس وہ ہے جو حواس خمسہ سے مدد حاصل کرے۔

۶۔ حضرت یعقوبؑ نے جملہ برادران یوسفؑ کو جملہ معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ مختلف بھائیوں کی حاصل کردہ معلومات جدا جدا طریقوں اور ذریعوں سے حاصل ہوگی تو کسی نتیجہ پر پہنچنا آسان ہوگا۔

۷۔ حضرت یعقوبؑ نے برادران یوسفؑ کو بھیجتے ہوئے یہ بھی تاکید کی تھی کہ شہر میں الگ الگ راستوں اور دروازوں سے داخل ہونا سب ایک ساتھ ایک ہی دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا۔ آج بھی جاسوسوں کو مختلف راستوں اور طریقوں سے دوسرے کے ملک میں بھیجا جاتا ہے۔

قصہ یوسفؑ میں استخباراتی معاملات پر کافی بحث ہوئی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے جس نکتہ پر گفتگو ہوتی ہے، وہ کتمانِ راز کے بارے میں ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے کا خواب سُن کر فرماتے ہیں:

قَالَ يَا بُنَيَّ لاَ تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُواْ لَكَ كَيْدًا[7]

"بیٹا! اپنا یہ خواب بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تیرے دَرپے آزاد ہو جائیں گے۔"

حضرت یعقوبؑ جانتے تھے کہ وہ اس سے حسد رکھتے تھے اور اگر اُن کو اِس خواب کی بابت پتہ چل گیا تو وہ حضرت یوسفؑ کو نقصان پہنچائیں گے۔ دوسری بات یہ تھی کہ یوسفؑ ایک صالح کردار کے مالک نوجوان تھے۔ وہ نہ صرف یہ کہ اپنے بھائیوں کو اُن کے کرتوتوں پر روکتے اور ٹوکتے رہتے تھے۔ بلکہ اُن کے کرتوتوں کی اطلاع حضرت یعقوبؑ کو بھی دیتے رہتے تھے۔ یہ لوگ حضرت یوسفؑ سے کافی نالاں تھے، چنانچہ حضرت یعقوبؑ کے خدشات درست تھے اور اُنہوں نے اپنے بیٹے کو کتمانِ راز کا حکم دے دیا۔[8]

جب حضرت یوسفؑ مصر میں متمکن ہوئے اور ارد گرد کے علاقوں میں قحط سالی کی کیفیت پیدا ہوگئی اور مصر میں غلہ کی فراوانی تھی۔ لوگ ہر طرف سے مصر میں غلہ لینے کے لیے آنے لگے۔ ایسے میں حضرت یعقوبؑ کے دس بیٹے بھی غلہ لینے کے لیے مصر میں وارد ہوئے۔ وہ اپنے بھائی یوسفؑ کو بھول چکے تھے، اُن کے خیال میں وہ مر کھپ گئے تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یوسفؑ سریر آرائے سلطنت ہوں گے، چنانچہ اُن کے غیر متوقع راستوں سے مصر میں داخلے کے وقت مصر کے سرکاری دستوں نے اُن

کو شک میں گرفتار کر لیا، اُن کو یوسفؑ نے پہچان لیا اور اُن سے جو مکالمہ ہوا۔ بائبل کی زبان میں کچھ اس طرح ہے:

"یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا تھا، پر اُنہوں نے اسے نہ پہچانا۔ اور یوسفؑ نے اُن خوابوں کو جو اس نے اُن کی بابت دیکھے تھے، یاد کر کے اُن سے کہا کہ تم جاسوس ہو، تم آئے ہو کہ اس ملک کی بری حالت دریافت کرو۔ انہوں نے اس سے کہا: نہیں خداوند تیرے غلام اناج مول لینے آئے ہیں، ہم ایک ہی شخص کے بیٹے ہیں، تیرے غلام جاسوس نہیں ہیں۔ اس نے کہا: نہیں تم اس ملک کی بری حالت معلوم کرنے آئے ہو۔ تب انہوں نے کہا: تیرے غلام بارہ بھائی ایک شخص کے بیٹے ہیں جو ملک کنعان میں ہے۔ سب سے چھوٹا ہمارے باپ کے پاس ہے اور ایک کا کچھ پتہ نہیں۔ تب یوسفؑ نے کہا: میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ تم جاسوس ہو۔"[9]

قرآن کریم میں اس واقعے کی طرف اس طرح آیا ہے:

وَجَآءَ اِخْوَۃُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوا عَلَیہِ فعَرَفَہُم وَہُم لَہٗ مُنْکِرُوْن[10]

"اور یوسف کے بھائی اس کے پاس آئے۔ اس نے ان کو پہچان لیا۔ لیکن وہ اسے نہ پہچان پائے۔"

عہدِ موسوی

روایاتِ تاریخ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنا جاسوسی کا ایک نیٹ ورک قائم کیا ہوا تھا حتیٰ کہ بعض اوقات پرندوں سے بھی جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا۔ جیسا کہ یہ اقتباس ملتا ہے:

"کہا جاتا ہے کہ شاہ ٹٹماس سوم کے عہد میں تھیوٹ نامی ایک کپتان نے اپنے جاسوسوں کی مدد سے جافہ نامی شہر میں کوئی دو سو کے لگ بھگ مسلح سپاہی داخل کئے۔ اس نے ان کو آٹے کے تھیلوں میں بند کیا اور شہر کو جانے والی رسد کے ساتھ بھیج دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی جاسوسی کا ایک نیٹ ورک قائم کیا ہوا تھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت موسیٰؑ نے علاقے میں جاسوسی کیلئے مختلف مہمات روانہ کیں جس کے ذریعہ عالمی خبریں حاصل کرتے اور خبروں کے حصول کیلئے پرندوں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔"[11]

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی پیدائش پر حکم دیا کہ انہیں دریائے نیل میں بکس میں بند کر کے ڈال دو۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے:

فبصرت بہ عن جنب وھم لا یشعرونِ و حرمنا علیہ المراضع من قبل فقالت ھل ادلکم علیٰ اھل بیت یکفلونہ لکم و ھم لہ نصحون۔ فرددنہ الیٰ امہ کی تقر عینھا ولا تحزن۔۔۔الخ[12]

"حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے اپنی بیٹی (جس کا نام مریم بنت عمران یا کلثومہ تھا) کو حکم دیا یہ صندوق جہاں بہتا جائے تم بھی اسکو دیکھتی جاؤ۔ تو کلثومہ اسے (خفیہ) انداز میں اسے دیکھتی جارہی تھی کہ لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ یہ اس بکس کا تعاقب کر رہی ہے۔ جب بکس فرعون کے محل کے پاس سے گذرا تو اسکے لوگوں نے اسے نکالا۔ اسکی بیوی آسیہؑ نے کہا: میں تو اسے پالوں گی، یہ قتل نہیں ہو گا۔"

مولانا نعیم مراد آبادی "خزائن العرفان فی تفسیر القرآن" میں اس آیت کے ذیل میں بیان کرتے ہیں:

" چنانچہ جس قدر دائیاں حاضر کی گئیں ان میں سے کسی کی چھاتی آپ نے منہ میں نہ لی۔ اس سے ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی کہ کہیں سے کوئی ایسی دائی میسر آئے۔ جس کا دودھ آپ پی لیں۔ دائیوں کے ساتھ آپ کی ہمشیرہ بھی یہ دیکھنے چلی گئی تھیں، اب انہوں نے موقع پایا۔ چنانچہ موسیٰؑ کی بہن کلثومہ نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے دودھ پلانے والی کا پتانہ بتاؤں؟ جو اسے پالے اور اچھی پرورش کرلے۔ انہوں نے اس بات کو مان لیا۔ لہذا ان کی خواہش پر ان کی بہن اپنی والدہ کو بلا لائیں۔ حضرت موسیٰؑ فرعون کی گود میں تھے اور وہ دودھ کیلئے روتے تھے۔ فرعون آپؑ کو شفقت کے ساتھ بہلاتا تھا۔

جب آپؑ کی والدہ آئیں اور آپؑ نے اپنی والدہ کی خوشبو پائی تو آپؑ کو قرار آیا اور آپؑ نے ان کا دودھ پیا۔ فرعون نے کہا: تو اس بچہ کی کون ہے؟ کہ اس نے تیرے سوا کسی کے دودھ کو منہ بھی نہ لگایا۔ ان کی والدہ نے کہا: میں ایک عورت ہوں، پاک صاف رہتی ہوں۔ میرا دودھ خوشگوار ہے، جسم خوشبودار ہے، اسلئے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہے وہ دوسروں کا دودھ نہیں لیتے ہیں، میرا دودھ پی لیتے ہیں۔ فرعون نے بچہ انہیں دیا اور دودھ پلانے پر ان کو مقرر کرکے فرزند کو اپنے گھر لیجانے کی اجازت دی۔ چنانچہ آپؑ بچے کو اپنے مکان پر لے آئیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ اس طرح ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور وہ غمگیں نہ رہیں۔ اس وقت انہیں اطمینان کامل ہو گیا کہ یہ نبی ہیں۔ "(13)

عہدِ سلیمانی

حضرت سلیمانؑ کو "ھدھد" کا ملکہ سباء کی خبر دینے کا واقعہ قرآن کی سورہ نمل میں آیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَفَقدالطیرَفقالَ مالِیَ لآ اریٰ الھدھد اَم کانِ من الغائبینَ لأُعذبنہٗ عذاباً شدیداً اولاَذبحنہٗ اولیَاَتینی بسلطٰنِ مبینّ۔ فمکث غیرَ بعید فقال احطت بما لم تحط بہٖ وجئتک من سبَاء بنباءِ یقین انی وجدتُ امراۃً تملکھم واوتیت من کل شئیءٍ ولھا عرش عظیمّ۔ وجدتھا وقومھا یسجدون للشمسِ من دون اﷲوزینَ لھم الشیطٰن اعمالھم فصدھم عن السبیل فھم لا یھتدون(14)

"اور (حضرت سلیمانؑ) نے پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں ضرور میں اسے سخت عذاب میں کروں گا یا ذبح کردوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے تو ہدہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آکر عرض کی کہ میں بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کررہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے میں نے اس قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے۔"

مندرجہ بالا واقعہ سے ذیل کے نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

ا۔ کمانڈر کو اپنے تمام ایجنٹوں کے حالات اور جائے پناہ کے بارے میں مکمل معلومات ہونی چاہئے جیسا کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے دربار کے شروع میں تمام لوگوں کا جائزہ لیا تو ہدہد کو غیر حاضر پایا۔ تو فوراً اس کی انکوائری کی۔

۲۔ کمانڈر کو اپنے ایجنٹوں کو ان کی کوتاہیوں پر مکمل گرفت کرنے کی مکمل آزادی اور اختیار حاصل ہونا چاہئے تاکہ ان کے اندر ڈسپلن پیدا ہو۔

۳۔ جاسوس کو ہمیشہ بے لاگ ہونا چاہئے لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے سینئر کی عزت و توقیر کا خیال نہ رکھیں۔

۴۔ جاسوس کو ہمیشہ پکی اور یقینی خبر کی تلاش کرنی چاہئے جس کا کمانڈر کو مکمل طور یا جزوی طور پر علم نہ ہو جیسا کہ ہدہد نے حضرت سلیمانؑ سے کہا کہ میں ایک ایسی یقینی خبر لایا ہوں جو انہیں معلوم نہیں۔

۵۔ جاسوس کو اتنا سمجھدار اور ذہین ہونا چاہئے کہ وہ حاصل شدہ معلومات کا بے لاگ تجزیہ کر سکے جیسا کہ ہدہد نے قوم سبا کا سورج کی پرستش کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا اور ان کا ایک اللہ کی عبادت نہ کرنے پر حیرانی کا اظہار کیا۔

۶۔ جاسوس کو اپنے سامنے ہونے والے عمل کے پیچھے کارفرما ہاتھوں کی بھی سوجھ بوجھ ہونی چاہئے جیسا کہ ہدہد نے بیان کیا کہ قوم سبا کا ایک اللہ کی عبادت نہ کرنے میں شیطان لعین کے اوچھے ہتھکنڈوں کا عمل دخل ہے جس نے ان کو سیدھی راہ سے بہکا دیا ہے۔

عہدِ عیسوی

بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے:

"جس شخص کو حضرت عیسیٰؑ کی جگہ سولی دے دی گئی تھی اس کا نام یہودہ اسکریوتی تھا۔ آج تک اس بارے میں غیر جانبدارانہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ وہ واقعی حضرت عیسیٰؑ کا حواری تھا یا رومن استخبارات کا رکن تھا نیز وہ ایسا حواری تھا جو رومن استخباراتی اداروں کے ہاتھوں بک گیا تھا یا اسے عیسیٰؑ کے حواریوں میں داخل کیا گیا تھا۔ بہر کیف بائبل نے اسے رومیوں کا جاسوس گردانا ہے۔ وہ عیسیٰؑ کے حواریوں میں شامل ہو کر انتہائی اندرونی دائرہ کے حواریوں میں شامل ہو گیا تاکہ ان پر نظر رکھی جائے۔ رومیوں کو نزاریوں سے بغاوت کا کھٹکا تھا۔ لہٰذا رومی استخبارات کے افسر اعلیٰ تبری آس Tiberious نے یہودہ سکریوتی کو اس کام پر لگا دیا۔ اس کہانی کا انجام حضرت عیسیٰؑ کی گرفتاری اور حضرت عیسیٰؑ کے مصلوب ہونے پر منتج ہوا۔"[15]

یاد رہے کہ اسلام اور قرآن اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب کیا گیا تھا بلکہ قرآن کی رو سے وہ زندہ ہیں اور زندہ حالت میں انہیں آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تھا۔

عہدِ جاہلیت

ماقبل کی بحث سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ سراغ رسانی کا فن زمانہ قدیم سے شروع ہو چکا تھا۔ یہ فن قبائلی معاشرے میں پروان چڑھا۔ مطلق العنان حکومتوں ہی میں ترقی کرتے کرتے استخبارات ایک منظم فن کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ عرب میں قبائلی لڑائیوں اور لمبی دشمنیوں نے اس فن کی اہمیت کو اور بھی اجاگر کر دیا تھا۔ اہلِ مکہ کو دشمنوں کی طرف سے حملوں کا خطرہ بھی رہتا تھا، انہوں نے بھی ایک ایسا استخباراتی نظام بنا رکھا تھا جو ان کی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا اگرچہ وہ نظام خام تھا۔ مثلاً قرآن مجید اس بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ

لوگ صبح دم بے خبر دشمنوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ سورۃ عادیات میں ہے: "فالمغیرات صبحا"[16]

اس طرح بیعت عقبہ کے واقعے پر غور فرمائیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اہل مکہ کا استخباراتی نظام تھا۔ نیز حضور ﷺ کا مسلسل تعاقب کیا جاتا تھا۔ اگر ہم اس واقعے پر غور فرمائیں جس میں نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ ہجرت کا ارادہ فرمایا اور حضرت علیؓ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کے بستر پر لیٹے رہے۔ یہ واقعہ بھی سراسر اہلِ مکہ کے استخباراتی نظام کی چغلی کھاتا ہے۔

ایک طرف اہل مکہ کا نظام استخبارات تھا جو کہ مسلمانوں کے خلاف یہود اور منافقین مدینہ کے تعاون سے کام کر رہا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی صفت نبی ملحمہ ہے نیز آپ ﷺ پر جہاد فرض کر دیا گیا تھا، ایسے میں اس اہم شعبہ استخبارات کے بارے میں پیش رفت نہ کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس جانب خصوصی توجہ فرمائی، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فرماتے ہیں:

"اسلامی مملکت کے شعبہ اطلاعات و معلومات کو خصوصی طور پر فعال بنایا گیا۔ اندرون ملک کے ساتھ ساتھ بیرون ملک نامہ نگاروں کا تقرر کیا گیا جو کہ مکہ مکرمہ، نجد، طائف اور کئی دوسرے مقامات کے اسلام کے زیر اثر آنے سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اطلاعات اور معلومات فراہم کرتے رہتے تھے۔"[17]

حبشہ کے نجاشی

جب قریش کے مظالم ان گنت ہو گئے تو آپ ﷺ نے عام مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ اس پر مسلمانوں نے حبشہ کی جانب اسلام کی پہلی ہجرت کی۔ حبشی کے بادشاہ "نجاشی" نے مسلمانوں کو حبشہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔ قریشِ مکہ کو یہ ہر گز گوارہ نہ ہوا کہ مسلمان ان کے چنگل سے آزاد ہو کر امن و سکون کا سانس لیں۔ چنانچہ انہوں نے نجاشی کے دربار میں اپنے نمائندے بھیجے تا کہ مسلمانوں کو واپس لا کر ان پر ظلم و ستم کا بازار گرم کیا جائے۔ لیکن نجاشی نے مکمل تفتیش کی اور اس تفتیش کے ذریعے وہ معاملہ کی اصل حقیقت تک پہنچ گیا۔ اس پر یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ حق پر کون ہے؟ دونوں گروہوں کا نقطہ نظر سننے کے بعد فیصلہ مسلمانوں کے حق میں کیا۔

سکندرِ اعظم و چنگیز خان

دارا نے سکندرِ اعظم کے مقابلے میں محض اس لئے شکست اُٹھائی کہ اس کا جاسوسی کا کوئی نظام نہ تھا اور اسکے خلاف جاسوسوں کی مدد سے محض ایک دستے نے ہی پیش قدمی کر کے اسے شکست سے ہمکنار کر دیا۔ جبکہ چنگیز خاں کی مسلمانوں کے خلاف کامیابیوں کی ایک اہم وجہ جاسوسوں کا مؤثر استعمال تھا۔ سنکدرِ اعظم کی کامیابی کی وجہ لکھتے ہوئے ایک مصنف لکھتے ہیں:

"سکندرِ اعظم جب ایشیاء فتح کرنے کی مہم پر یونان سے نکلا تو اس کے محکمہ استخبارات نے اسے اطلاع دی کہ یونانی افواج اور اتحادی دستوں میں روز افزوں بیقراری اور لاتعلقی کے آثار ہویدا ہیں۔ استخباراتی ادارے کی رائے کے مطابق سکندر نے اسی وقت اپنی ماتحت

افسروں کو ایک گشتی مراسلہ جاری کیا۔ جس کی رو سے اگلے دو دن لشکر غیر متحرک ہونا تھا۔ پڑاؤ سے یونان کو ایک دستہ ڈاک لے کر روانہ ہونا تھا۔ جس کسی نے اپنے اہل و عیال کو خطوط ارسال کرنے تھے، دوسرے دن شام تک مرکزی دفتر اپنے ارسال کرنے والے خطوط پہنچانے کا ذمہ دار تھا۔ اگلے دن سینکڑوں خطوط کے ساتھ یہ قافلہ روانہ ہوا۔ لیکن ڈاک اور قافلہ یونان نہیں پہنچ سکا۔ کیونکہ دو منزلوں کے فاصلے پر سکندر نے ایک سینسر سنٹر قائم کر دیا تھا۔ تمام ڈاک کو پڑھا گیا۔ لوگوں کے تاثرات، آراء اور تجاویز کا بغور جائزہ لیا گیا اور ان کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ چند دنوں کے بعد جب یہ افواج اپنے مقصد کے لیے روانہ ہوئیں تو کوئی بے قراری نہیں تھی۔ اور فوجی دستے سکندر کے ساتھ شانہ بشانہ رواں دواں تھے۔"[18]

کتاب "رسول اکرم ﷺ کا نظام جاسوسی" میں پروفیسر محمد صدیق قریشی جاسوسی کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دارا نے سکندر اعظم کے مقابلے میں محض اس لئے شکست اُٹھائی کہ اس کا جاسوسی کا کوئی نظام نہ تھا اور اسکے خلاف محض ایک دستے نے ہی پیش قدمی کر کے اسے شکست سے ہمکنار کر دیا۔ چنگیز خاں کی مسلمانوں کے خلاف حاصل شدہ کامیابیاں اس کی مؤثر جاسوسی نظام کی مرہونِ منت تھیں۔ اس دور کی ایک مثال دلچسپی سے خالی نہ ہو گی۔

چنگیز خاں کی مسلمانوں کے خلاف کامیابیوں کی ایک اہم وجہ جاسوسوں کا مؤثر استعمال تھا۔ چنگیز خاں نے بغداد میں مسلمانوں میں ہی سے ایک موقع پرست جاسوس کو پیسے کا لالچ دیکر جاسوسی کیلئے مقرر کیا، جہاں سے اس کو ایک اہم نقشہ چرانا تھا۔ اس کو ایک عجیب و غریب ترکیب سوجھی۔ اس نے سوچا کہ نقشہ کو اگر اپنے لباس یا جسم کے کسی حصہ میں چھپایا تو سپاہیوں کی نظروں سے ہر گز نہ بچ سکوں گا۔ چنانچہ اس نے استرا سے اپنا سر منڈوایا اس کے بعد اس نے اس اہم نقشہ کو اپنے رازدار کی مدد سے سر پر کھدوایا۔ اور پھر اس نے کچھ عرصے تک بال آنے کا انتظار کیا اور پھر وہ سپاہیوں کی نظر سے بچتے ہوئے نقشہ کو اُڑا لے جانے میں کامیاب ہوا۔"[19]

خلاصہ

سراغ رسانی کا فن اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ انسان کی تاریخ، پانچ ہزار قبل برس مصریوں کے ہاں ایک اچھی خاصی منظم خفیہ ملازمت موجود تھی اور جاسوسی کے علم کا مطالعہ کئی ایک خفیہ علوم میں سے تھا۔ قدیم نسلوں، خاص کر امریکی ریڈ انڈین کا جاسوسی کی چھوٹی چھوٹی مہمات میں مہارت کی بناء پر خاصا نام تھا۔

ملک مغرب قدیم میں اس کو "حاکم"، اندلس میں "صاحب المدینہ"، تیونس، رے اور ایران میں گشتی پولیس کو "عریف" کہا جاتا تھا۔ آج کل اس کو "مقدمۃ الحارات" کہا جاتا ہے۔ سلف صالحین اس کو "شرطہ" کہتے ہیں اور بعض اسے "صاحب العسعس" کہا کرتے تھے یعنی جرائم پیشہ لوگوں کو تلاش کرنے کے لئے یہ رات میں گشت کیا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ استخباراتی جنگ کا سب سے پہلا شکار انسانیت کے جدامجد حضرت آدمؑ اور ان کی اہلیہ اماں حواؑ تھیں۔ شیطان نے اپنی باغیانہ روش کے تحت رحمان کے خلاف جو پہلی مہم جوئی کی وہ رحمان کی محبوب تخلیق انسان کو ذہنی پراگندگی میں مبتلا کر کے کی۔ قرآن مجید میں اس واقعے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

روایات تاریخ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنا جاسوسی کا ایک نیٹ ورک قائم کیا ہوا تھا حتیٰ کہ بعض اوقات پرندوں سے بھی جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا۔ حضرت سلیمانؑ کو "ھدھد" کا ملکہ سباء کی خبر دینے کا واقعہ قرآن میں سورہ نمل میں آیا ہے۔ جس شخص کو حضرت عیسیٰؑ کی جگہ سولی دے دی گئی تھی اس کا نام یہودہ اسکریوتی تھا۔ آج تک اس بارے میں غیر جانبدارانہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ وہ واقعی حضرت عیسیٰؑ کا حواری تھا یا رومن استخبارات کا رکن تھا نیز وہ ایسا حواری تھا جو رومن استخباراتی اداروں کے ہاتھوں بک گیا تھا یا اسے عیسیٰؑ کے حواریوں میں داخل کیا گیا تھا۔ بہر کیف بائبل نے اسے رومیوں کا جاسوس گردانا ہے۔

حوالہ جات

(۱) نارمن پالمر اینڈ تھامس بی الین، دی انسائیکلوپیڈیا آف اسپینج، نیویارک، جرمنی بکس، سن ندارد، ص۔ ۴۱۰

(۲) القرآن ۲۰: ۷۔ ۲۵

(۳) بائیبل، کتاب پیدائش ۱: ۳

(۴) الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی، المنتظم التاریخ، شبکہ مشکات اسلامیہ، بموجب ۲۰ مئی ۲۰۰۸، ص ۱۴

(۵) ایضاً ص ۱۴

(۶) القرآن، یوسف، ۸۷

(۷) القرآن، ۵: ۱۲

(۸) بائیبل، کتاب پیدائش ۲: ۷۳ تا ۱۱

(۹) ایضاً، کتاب پیدائش باب ۴۲، آیات ۷ تا ۱۵

(۱۰) القرآن، ۵۸: ۱۲

(۱۱) سن زو، آرٹ آف وار، مترجم: سیموئل گرفتھ، لنڈن، ڈنکن بئرڈ پبلشرز، ۲۰۰۵، ص ۶۳

(۱۲) القرآن، القصص، ۱۳: ۱۲

(۱۳) مولانا نعیم مراد آبادی، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مکتبہ المدینہ، سن ندارد، سورہ القصص، ۱۳: ۱۲

(۱۴) القرآن، سورہ نمل، آیات ۱۳: ۱۲

(۱۵) محولہ بالا دی آرٹ آف وار، ص ۱۷

(۱۶) القرآن، سورہ العادیات، آیات ۳

(۱۷) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ ﷺ، ترجمہ و توضیح: پروفیسر خالد پرویز۔ لاہور، بیکن بکس اردو بازار، ۲۰۰۵، ص ۲۱۰

(۱۸) محمد صدیق قریشی، رسول ﷺ کا نظام جاسوسی، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۰، ص ۱۳

(۱۹) ایضاً ص ۱۳